السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک امام مسجد نے اپنے لڑکے کی منگنی کی، لڑکا نابالغ تھا، لڑکے نے بالغ ہوکر وہ رشتہ لینے سے صاف انکار کردیا۔ بعد ازاں لڑکے کے والد اور لڑکی کے والدین نے متفق ہوکر انکار کنندہ کے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لڑکی اور لڑکے کا چھوٹا بھائی بھی اس پر راضی ہیں۔ لیکن امام مسجد کے خلاف بعض مقتدیوں نے آواز اٹھائی ہے کہ چونکہ امام مسجد نے وعدہ خلافی کی ہے، اس لیے اس کی اقتدا میں ہماری نمازیں ادا نہیں ہو سکتیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس امام کے بڑے لڑکے کی منگیتر سے اس کے چھوٹے بھائی کا نکاح جائز ہے؟ کیا ایسے امام کی اقتدا جائز ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب لکھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (سائل: محمد بشیر (چک ۴۵ خانیوال)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وبشر صحت تحریر واضح ہوکہ صرف نسبت اور انتخاب رشتہ (منگنی) کا نام نکاح نہیں، بلکہ نکاح شرعی عقد کا نام ہے جیسا کہ فتح الباری شرح البخاری کتاب النکاح کے عین آغاز میں امام ابن حجر عسقلانیؒ رقمطراز ہیں:

(وَفِي الشَّرْعِ حَقِيقَةٌ فِي الْعَقْدِ مَجَازٌ فِي الْوَطْءِ عَلَى الصَّحِيحِ وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ كَثْرَةُ وُرُودِهِ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الخ۔ (ص ۱۴ ج ۹ طبع م

نکاح کے لغوی معنی بیان کرنے کے بعد امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ شریعت محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں نکاح کا اصل اور صحیح معنی عقد ہے۔ اور اس سے وطی (جماع) مراد لینا مجاز ہے۔ اور شرعی عقد وہ ہوتا ہے جو مہر کی تعیین کے ساتھ دو عادی گواہوں کی موجودگی میں ولی مرشد کی اجازت کے بعد ایجاب وقبول کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔ کیونکہ ایجاب وقبول نکاح شرعی کے رکن ہیں اور نکاح شرعی کی حقیقت میں شامل ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو شرعی نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ہدایہ اولین شروع کتاب النکاح میں فقیہ مرغینانی لکھتے ہیں:

(النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بھما عن الماضی لأن الصیغة وإن کانت لأخبار وُضعا فقد جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجة۔ (ھدایة: کتاب ص ۲۸۵ ج ۱

اور شرح وقایہ میں ہے:

ھو عقد موضوع للملک المتعة ای حل إستمتاع الرجل من المرأة فالعقد ھو ربط أجزاء التصرف ای الایجاب والقبول شرعا۔ انما قلنا ھذا لأن الشرع یعتبر الایجاب والقبول أرکان عقد النکاح لا امور خارجیة کالشرائط۔ (شرح وقایة: ص ۴ ربع ثانی)

ان دو عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے یکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعہ عورت سے حاصل ہونے والا نفع مرد کے لیے حلال ہوجاتا ہے۔ اور یہ عقد ایجاب وقبول کے ساتھ منعقد ہوتا ہے کیونکہ شرعی طور پر ایجاب وقبول نکاح کے رکن ہیں جو شرائط کی طرح نکاح کی حقیقت سے خارج نہیں ہوتے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایسی منگنی (انتخاب رشتہ) جس میں دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اجازت کے ساتھ ایجاب وقبول نہ ہو، محض انتخاب اور وعدہ ہی وعدہ ہے، نکاح شرعی کے حکم میں ہرگز نہیں ہوتی۔ بنا بریں بڑے بھائی نے اپنی منگیتر کے ساتھ نکاح کرنے سے صاف انکار کردیا ہے: جیسا کہ سوال میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں، تو ایسی صورت میں اس انکار کنندہ کے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح بلاشبہ جائز ہے اور یہ نکاح شرعی نکاح ہوگا۔ یعنی اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

ہاں انکار کنندہ صرف وعدہ خلافی کی وجہ سے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے بلکہ وہ ظالم بھی ہے۔ کیونکہ اس نے ایک لڑکی کو بلاوجہ معاشرہ میں پریشان کیا ہے۔ بشرطیکہ اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہ ہو۔

جہاں تک انکار کنندہ کے والد (امام صاحب) پر وعدہ خلافی کا الزام ہے وہ کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سوال کی عبارت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ لڑکے کے والد اور لڑکی کے والدین نے متفق ہوکر انکار کنندہ کے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور لڑکا اور لڑکی بھی راضی ہیں۔ اس سے یہی متبادر ہوتا ہے کہ لڑکی کے والدین کو اس بات کا قطعی یقین ہوچکا ہے کہ انکار کنندہ کا والد اپنے لڑکے کے اقدام میں شریک نہیں۔ ورنہ لڑکی کے والدین اس کے ساتھ اتفاق کرکے اس کے چھوٹے لڑکے کو رشتہ دینے کے لیے تیار نہ ہوتے اور نہ لڑکی ایسا کرنے کی اجازت دیتی۔

بہرحال طرفین کا یہ باہمی سمجھوتہ اور مصالحت از خود اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے اس غلط اقدام پر سخت ناراض ہے، واللہ اعلم بالصواب

اب اگر مقتدیوں نے وعدہ خلافی کے مرتکب کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ اس امام مسجد کے بیٹے کا محاسبہ کریں نہ کہ اس کے والد کو موردالزام ٹھہرا کر پریشان کیا جائے، اس کا کوئی شرعی جواز نہیں کیونکہ شریعت نے بے گناہوں کو سزا دینے سے منع کردیا ہے۔

(عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لایقام الحدود فی المساجد ولایقاد بالولد الوالد۔ (رواہ الترمذی الدارمی، مشکوۃ: ص ۳۰۱ ج ۲

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ تو مسجدوں میں حدیں لگائی جائیں اور نہ بیٹے کے جرم کا قصاص باپ سے لیا جائے۔''

(عن ابی رمثۃ قال اَتیت رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مع اَبی فقال من ھذاالذی معک قَالَ: ابنی، أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ، وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ» (رواہ ابوداؤدوالنسائی، مشکوۃ: ص ۳۰۱ ج ۲

جناب ابورمثہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے والد سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون ہے؟ میرے والد نے جواب میں کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے، آپ گواہ رہیں۔'' (اس پر آپ نے فرمایا: آگاہ رہ کہ تیرے بیٹے کے جرم کی سزا تجھے نہیں دی جائے گی اور تیرے جرم کی سزا تیرے بیٹے کو نہیں دی جائے گی۔'' (جیسا کہ زمانہ جاہلیت کا غلط رواج تھا۔

لہٰذا اگر بعض نمازیوں نے وعدہ خلافی کے مرتکب کے خلاف محاسبہ شروع کیا ہے تو وہ امام صاحب کے باغی لڑکے کا کریں نہ کہ اس بےچارے امام کا جو کہ مجبور معلوم ہوتا ہے جہاں تک اس امام کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی کا سوال ہے تو واضح رہے کہ امام ایسا ہونا چاہیے جو عالم با عمل اور صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ مشکوۃ شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ واجبۃ عَلَيْكُم خلف كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا أَوْ كان فَاجرا وإن عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ: ص ۱۰۰ ج ۱

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر برے بھلے امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لینی چاہیے۔'' (ہاں ایسے آدمی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں''

تاہم یہ امام صاحب تو بے گناہ نظر آتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز ان شاء اللہ جائز ہوگی۔

فیصلہ:

محض منگنی سے نکاح شرعی منعقد نہیں ہوتا۔ اس لیے انکار کنندہ کے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح جائز ہے اور یہ نکاح بالکل شرعی نکاح ہوگا۔ جہاں تک وعدہ خلافی کا تعلق ہے تو امام صاحب اس سے بری معلوم ہوتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز جائز ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص431

محدث فتویٰ